موت کا وقت معین ہے

محمد رمضان یوسف سلفی

موت ہر انسان کا مقدر ہے۔ اس پر یقین رکھنے والا لفظ موت سنتے ہی عذاب قبر کی ہولناکیوں کے تصور سے کانپ اٹھتا ہے۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ موت کے بعد اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب اور جواب دینا ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ جسے ہر انسان کو پیش نظر رکھ کر آخرت کی فکر کرنا چاہئے۔ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو قبر کو نہ بھولے اور گلنے سڑنے کو نہ بھولے اور دنیا کی فضول زینت کو چھوڑ دے اور باقی رہنے والی چیز آخرت کو فنا ہونے والی چیز پر ترجیح دے اور آئندہ کل کو اپنے دنیا کے دنوں میں شمار نہ کرے' بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں گن لے۔ (ترغیب)

ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ --- سب سے عقلمند اور ہوشیار لوگ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کریں اور مرنے کی لئے تیاری کریں یہی لوگ بہت دانا اور بینا ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کی بزرگی لے گئے۔ (ترغیب و ترہیب)

لیکن افسوس کہ انسان نے دنیا کی چند روزہ زیب و زینت کو متاع جہاں سمجھ کر فکر آخرت کو نظرانداز کر دیا۔ یہ موت سے تغافل کا ہی نتیجہ ہے کہ ظالم حکمران غریبوں کی زندگی سے کھیلتے ہیں ان کی عزتوں کو پامال کرتے اور ان کا بے جا خون بہاتے ہیں۔ موت سے غفلت ہی ہے کہ غریبوں' مسکینوں' یتیموں اور بیواؤں کا مال ناحق طریقے سے کھانے میں ذرا بھی خوف خدا نہیں کیا جاتا اور وہ لوگ بھی فکر آخرت سے غافل ہیں جو منبر رسولؐ پر بیٹھ کر لوگوں کو غلط مسائل بتاتے ہیں۔ وہ مفتی صاحبان بھی غافل ہیں کہ جو اللہ اور رسولؐ کے فرامین کی

بجائے قیاس و آراء کے مطابق فتوی نویسی کرتے ہیں۔ وہ علماء حضرات بھی فکر آخرت کو فراموش کر بیٹھے ہیں کہ جن کے پیش نظر بدعات و خرافات کا فروغ ہی شاید دین ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو یتیم کا مال تیجہ' ساتا' دسواں' بیسواں اور چالیسواں وغیرہ کی صورت میں کھاتے ہیں۔ آگے چلئے! یہ فکر آخرت سے غفلت ہی تو ہے کہ ہم قرآن و سنت کے احکام پر پوری طرح عمل پیرا نہیں ہوتے۔ فرائض کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں یا پھر ادائیگی ہی نہیں کرتے' حقوق و معاملات کا خیال نہیں کرتے۔ مسلمان بھائیوں کو تکلیفیں دیتے ہیں' پڑوسیوں کو تنگ کرتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ ریکارڈ ہو رہا ہے اور ایک دن اللہ کے سامنے ہمارے تمام اعضاء گواہی دیں گے کہ اس نے یہ فعل کیا تھا۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم آخرت کے لئے نیک افعال کریں کہ جس کے سبب آخرت میں ہماری نجات ہو جائے۔ کیونکہ یہ دنیاوی رشتے اور تعلق داریاں دربار الہیٰ میں کچھ کام نہیں آئیں گی۔ لیکن اس حقیقت کو تو ہم نے یکسر فراموش کر دیا ہے اور ہم دنیاوی عیش و عشرت میں پڑ کر دنیا کی رنگینی میں پوری طرح مشغول ہو گئے۔ حالانکہ سوچنا چاہیئے کہ آج حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر جس بیوی کی فرمائشیں پوری کی جا رہی ہیں وہ قیامت کو کچھ کام نہ آئے گی۔ اولاد کیلئے سیاہ و سفید دھندے کرکے جو دولت اکٹھی کی جا رہی ہے اور ان کیلئے کوٹھیاں اور بنگلے بنائے جا رہے ہیں وہ اولاد بھی حشر میں ساتھ نہ دے گی وہاں تو صرف نیک اعمال سے ہی نجات ہو گی۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنی پھوپھی اور لخت جگر فاطمہؓ سے فرمایا تھا کہ .... اے رسولؐ کی بیٹی فاطمہؓ اور اے میری پھوپھی صفیہؓ قیامت کے لئے نیکیاں جمع کر لو! میں تمہیں اللہ کے ہاں سے نہیں بچا سکتا۔ (طبقات ابن سعد)

جب صورت حال اس قدر نازک ہے کہ جس کے لئے نبی اکرم ﷺ

اپنی پیاری پھوپھی اور بیٹی کو متنبہ کر رہے ہیں تو پھر ہماری کیا حیثیت ہے؟ ہمارے تو دن رات اللہ کی نافرمانی میں گزرتے ہیں اور ہر آن ہم سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ ہمیں تو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرکے آخرت کا سامان تیار کرلیں۔ لیکن ہم سے ایسا نہیں ہو رہا کیونکہ ہم دنیا کی محبت و الفت اور دلفریبی کے زیر اثر ہیں۔ جس کے سبب آخرت کی فکر اور انجام ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے۔ جبھی تو ہم کھلے بندوں دین الہٰی کے احکام و حدود کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ عاجز نے کیا خوب کہا ہے کہ ۔

تو نقوش کاروان دین مٹانے میں ہے محو
یاد رکھو اک دن تیری ہستی مٹا دی جائے گی

خدارا .... اب بھی ہوش میں آیئے اور اپنے رب کے حضور گناہوں کی معافی مانگئے اور آئندہ زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرکے توشہ آخرت تیار کیجئے۔ دنیا کی اس چند روزہ زندگی کی بجائے آخرت کی حقیقی زندگی کیلئے اہتمام و انتظام کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی فکر نصیب فرمائے۔ آمین ۔

چاندنی رات میں سونے والو
تم کو مدفن کا سماں یاد رہے

بقیہ : شانِ صدیقِ اکبر

فرمایا کہ یہ مجھے علیم و خبیر نے دی ہے۔ چونکہ یہ خلافت خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے تھی اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار، خدا اور رسول کے فرمان کا انکار سمجھا اور بغیر کسی حیل و حجت اور چوں چرا اس کے بیعت کرلی۔